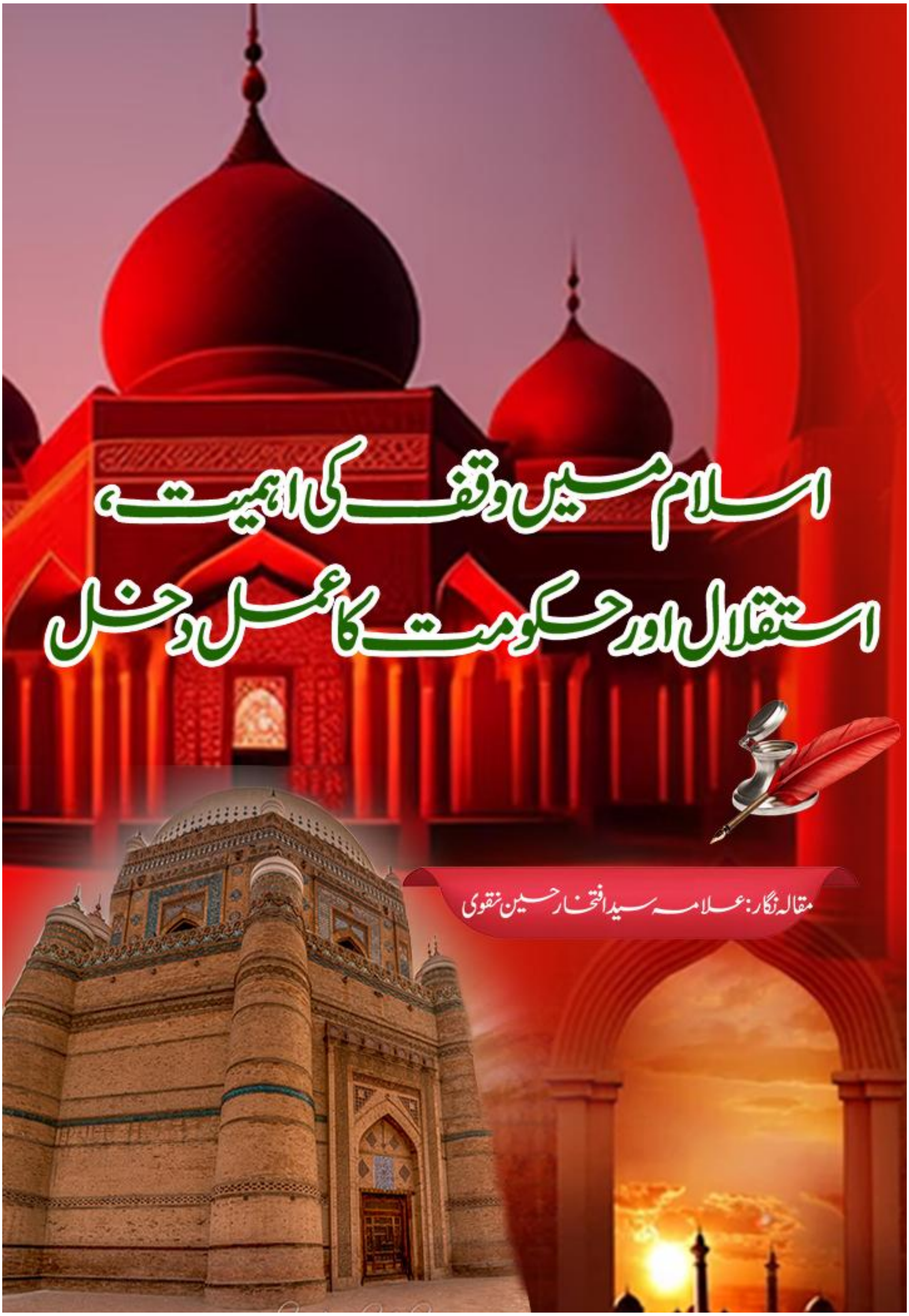
اسلام میں وقف کی اہمیت،
استقلال اور حکومت کا عمل دخل
مقالہ نگار: علامہ سید افتخار حسین نقوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلام میں وقف کی اہمیت، استقلال اور حکومت کا عمل دخل

مقالہ نگار: علامہ سید افتخار حسین نقوی

الف: وقف کی اہمیت:

اسلام کی نگاہ میں "وقف" کسی بھی اسلامی معاشرے کے درمیان مختلف ثقافتی، جغرافیائی، سیاسی، اقتصادی، اجتماعی، تاریخی اور مذہبی لحاظ سے نہایت اہمیت کا حامل ہے، ذیل میں وقف کی اہمیت کو چند جہتوں سے بیان کرتے ہیں۔

اسلامی موقوفات مثلاً مساجد اور دینی مدارس وغیرہ شعائر الٰہی کی پاسداری کا مظہر ہیں اور ان کا شمار ایسے شعائر میں ہوتا ہے جن کے بارے میں قرآن مجید میں تاکید کی گئی ہے: وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ۔ "جو شعائر اللہ کا احترام کرتا ہے تو یہ دلوں کا تقویٰ ہے" (1)

قرآن مجید میں بہت ساری آیات میں خدا کی راہ میں انفاق کے موضوع پر مختلف صورتوں میں تاکید کی گئی ہے اور چونکہ وقف بھی خدا کی راہ میں انفاق کے مصادیق میں سے ایک، بلکہ خود صدقہ جاریہ ہے لہٰذا ایسی تمام آیات وقف کی اہمیت پر بھی دلالت کرتی ہیں۔

اسی طرح بہت سی احادیث میں بھی وقف جیسے امور پر تاکید کی گئی ہے، جیسے رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا مَاتَ الْمُؤْمِنُ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُولَهُ۔ (2)

ترجمہ: ”جب مومن مر جاتا ہے تو اُس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین چیزوں کے صدقہ جاریہ، یا نفع بخش علم اور یا نیک اولاد جو اُس کے لئے دعا کرے۔“

اسلام میں خدمتِ خلق کو ایک مقدس عمل شمار کیا گیا ہے اور نہ صرف اسلام بلکہ تمام الٰہی ادیان و مذاہب میں اس عمل پر تاکید کی گئی ہے، البتہ دین اسلام میں خدمتِ خلق کے بارے میں خاص تاکید پائی جاتی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ عمل اللہ تعالی کی خوشنودی کا سبب ہے، دوسری طرف وقف کے عمل پر غور کرنے سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ طولِ تاریخ میں ہر وقف میں واقف (وقف کرنے والا) کا اصل مقصد خدمتِ خلق ہی رہا ہے اور ہر موقوف چیز خدمتِ خلق کا ایک نمونہ ہے۔

رسول خدا ﷺ سے نقل ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا:

الْخَلْقُ عِيَالُ اللهِ تَعَالَى فَأَحَبُّ الْخَلْقِ إِلَى اللهِ مَنْ نَفَعَ عِيَالَ اللهِ۔ (3)

1: سورہ حج: آیت ۳۲

2: بحار الانوار (علامہ مجلسی): ج ۲ ص ۲۲

3: بحار الانوار (علامہ مجلسی): ج ۷۱ ص ۳۱۶

مخلوق، اللہ تعالی کا عیال ہیں، پس مخلوق میں سے اللہ تعالی کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو اللہ کے عیال کو نفع پہنچائےاور وقف، خدمتِ خلق اور انسان دوستی کا ایک عالی ترین مظہر ہے جو بہت سے اجتماعی درد کی دوا ہے اور معاشرے کی اجتماعی تربیت میں نہایت مؤثر ہے۔

وقف کا استقلال :

وقف دین اسلام کی طرح دوسرے ادیان و اقوام میں بھی قبول شدہ مسئلہ ہے اور عقلاء کے نزدیک مھم ترین خصوصیت وقف کا استقلال ہے۔

اس استقلال سے مراد یہ ہے کہ وقف صرف واقف کی نظر کے مطابق ثابت اور محقق ہو گا اور واقف کی مرضی کے مطابق اس کا مصرف ہو گا اور وقف کے بعد نا صرف دوسرے لوگ اس میں دخالت نہیں کر سکتے بلکہ خود واقف بھی ایک دفعہ وقف کر دینے کے بعد تجدید نظر کا حق نہیں رکھتا۔

فقہ جعفری کا فقہی قانون ہے کہ واقف عقد وقف کے بعد نہ کسی کو متولی قرار دے سکتا ہے اور نہ ہی کسی کو معزول کر سکتا ہے۔4 اگر گھر وقف کیا ہے تو عقد کے بعد اس گھر میں رہنا بھی اس کے لیے جائز نہیں ہے۔

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ ع أَنَّ رَجُلًا تَصَدَّقَ بِدَارٍ لَهُ وَ هُوَ سَاكِنٌ فِيهَا فَقَالَ الْحِينَ اخْرُجْ مِنْهَا۔ 5

ترجمہ : طلحہ بن زید، حضرت امام صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے باپ حضرت امام باقر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص نے ایک گھر وقف کیا ہے حالانکہ وہ خود اس گھر میں ساکن ہے تو حضرت نے فرمایا: اب اسے اس گھر سے نکل جانا چاہیے۔

اسلام میں وقف کے استقلال کو اتنی اہمیت دی گئی ہے کہ خود واقف کو بھی دخالت کی اجازت نہیں ہے اسی طرح اگر حکومت بھی دخالت کرے گی تو خلاف قانون ہو گا اگرچہ استثنائی موارد میں حکومت کسی معقول اور شرعی جواز کے تحت مداخلت کر سکے گی۔

اس کی مہم ترین دلیل فقہ جعفری میں صحیح السند روایت ہے جو حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے ہے کہ فرمایا:

كَتَبَ مُحَمَّدُ بْنُ اَلْحَسَنِ اَلصَّفَّارُ رَضِيَ اَللَّهُ عَنْهُ إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ اَلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ :فِي اَلْوُقُوفِ وَ مَا رُوِيَ فِيهَا عَنْ آبَائِهِ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ فَوَقَّعَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ «اَلْوُقُوفُ تَكُونُ عَلَى حَسَبِ مَا يُوقِفُهَا أَهْلُهَا إِنْ شَاءَ اَللَّهُ تَعَالَى۔ 6

---

4 : تحریر الوسیلہ، امام خمینی، ج ۲، ص ۷۳، مسئلہ نمبر ۷۸ ؛ مختلف الشیعہ، علامہ حلی، ج ۶، ص ۳۰۰ طبع اول ۱۴۱۵ احدیث موسسہ نشر اسلامی قم۔

5 :الوسائل الشیعہ، حر عاملی، ج19، اص178، باب ۳، از کتاب الوقوف والصدقات، ح ۴، مسلسل نمبر 24388

6: من لایحضر الفقیہ، جلد 4 صفحہ 237؛ کلینی، کافی، ج7 ص 37، 1407ق شیخ طوسی، تہذیب الاحکام، دار الکتب الاسلامیہ ج9 ص 130

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام وقف کے بارے میں مسئلہ پوچھا گیا تو امام علیہ السلام نے جواب میں فرمایا:
وقف اس مقصد کے مطابق ہو گا جو واقف نے قرار دیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ فقہ جعفری میں یہ مسلم فقھی قاعدہ و ضابطہ ہے کہ واقف نے جس مقصد کے لئے وقف کیا ہے اس وقف کا استعمال اسی مقصد میں ہو گا۔

وقف کی استقلالی حیثیت کا تحفظ:

اس سنت حسنہ کی بقا اور معاشرے میں اس کی ترویج کے لیے ضروری ہے کہ اس کے استقلال کی حفاظت کی جائے اور کوئی ایسا کام نہ کیا جائے جس کی وجہ سے معاشرہ سے یہ سنت حسنہ ختم ہو جائے۔ کیونکہ وقف ایک احسان اور نیکی ہے جو جذبہ خیر خواھی کے طور پر انجام پاتی ہے اور اس خیر خواہی کے جذبے کی تقویت اور تشویق کے لیے ضروری ہے کہ لوگوں کا اعتماد برقرار رہے اور انہیں یقین ہونا چاہیے کہ وہ جو وقف کر رہے ہیں ان کی نیت اور مرضی کے مطابق ان کے مد نظر موارد میں ہی اس وقف کا استعمال ہوگا۔ کوئی اس وقف پر ناجائز قبضہ نہ کرے گا۔

اگر حکومت وقف کو اپنے تصرف میں لے لے گی تو واقف بجا طور پر اس خوف و خطرہ کا احساس کر سکتا ہے کہ حکومت واقف کی مرضی کے مطابق کام نہ کرے یا اس وقف کو اس مقصد سے خارج کر دے جس کے لیے اس نے وہ وقف کیا ہے اور یہ بات مستقبل میں سبب بن سکتی ہے کہ وقف کرنے کا رجحان عوامی سطح پر کم ہو جائے۔

موقوفات میں حکومت کی دخالت:

اس بارے میں ہم سلسلہ وار چند نکات کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو شیعہ فقہاء نے بیان فرمائے ہیں۔
سوال: کیا جب کوئی کسی زمین کو وقف کرتا ہے تو وہ اسلامی حکومت کی ملکیت قرار پاتی ہے؟
1: جب کوئی شخص کسی چیز کو مسجد یا مدرسہ یا مزار یا کسی اور عنوان کے لیے وقف کرتا ہے تو وہ اس چیز کو اپنی ملکیت سے خارج کرتا ہے اور وہ زمین آزاد ہو جاتی ہے۔ وقف کا مطلب یہ ہر گز نہیں کہ موقوفہ زمین حکومت کی تحویل میں چلی گئی ہے جیسے حکومت کسی یونیورسٹی کو بنائے تو حکومت ہی اس کی مالک ہے۔
جبکہ وقف شدہ زمین یا کوئی بھی چیز وہ ملکیت کے عنوان سے خارج ہو جاتی ہے مشہور فقیہ جناب جیسے مرزا نائینی فرماتے ہیں:

المسجد و نحوہ مما یعدّ محلا للعبادہ فانّ الوقف فیه موجب لتحریر رقبه الارض عن الملك، لانه تمليك على وجه الخصوص، بل هو فك الملك نظير العتق في العبد 7

''مسجد یا مسجد کی مانند جو عبادت کے لئے جگہ قرار پائے تو واقف سبب بنتا ہے کہ وہ زمین ملکیت سے آزاد ہو جائے کیونکہ وقف کے بعد وہ عمومی ملکیت سے آزاد ہو کر خاص عنوان کے تحت آجاتی ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے غلام کو غلامی سے آزاد کر دیا جاتا ہے (وہ پھر کسی کا ملک نہیں ہوتا آزاد ہوتا ہے)''

7: المکاسب والبیع، ج2، ص385

سوال: کیا وقف کرنے کے لیے رجسٹریشن کے عمل کو پورا کرنا ضروری ہے؟ وقف کی صحیح ہونے کے لیے کیا چیز ضروری ہے؟

وقف کے صحیح ہونے کے لیے کسی رجسٹریشن یا خاص تحریر کی ضرورت نہیں اگر کوئی شخص اتنا کہہ دے کہ "هذا وقف" تو وقف صحیح ہوگا۔ جب شریعت اتنی آزادی دے رہی ہے تو اس آزادی کو سلب کرنا صحیح نہیں ہے۔

ہاں صرف مسجد کے لیے وقف کرتے وقت مسجد کا ارادہ کرنا ضروری ہے ورنہ اس پر مسجد کے احکام لاگو نہیں ہوں گے البتہ ریکارڈ کی درستگی اور عام لوگوں کی آگہی کے لئے واقف نے جو وقف کیا اور جس کام کے لئے وقف کیا ہے اسے تحریر میں لے آئے اور یہ عمل اسلامی جمہوریہ پاکستان میں پہلے بھی ہو رہا ہے۔

سوال: اگر واقف نے وقف عام یا خاص کے لیے ایک متولی قرار دیا ہو اور وہ اپنے وظایف بھی انجام دے رہا ہو تو کیا حکومت اسے تبدیل کر سکتی ہے؟

اگر واقف نے وقف عام یا وقف خاص کے لیے ایک متولی قرار دیا ہو اور وہ بھی اپنے وظایف کے مطابق عمل کر رہا ہو تو فقھاء کا اس پر اجماع ہے کہ حاکم کو وقف کے ادارہ میں دخالت کرنے کا حق نہیں ہے اور حاکم واقف کے متولی کو تبدیل نہیں کر سکتا۔

یہ حکم قاعدہ استقلال سے مستند ہے اور اس کے متعلق حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی روایت بھی موجود ہے۔

وضاحت: اگر متولی کسی بھی وجہ سے وقف کو اس کے مقاصد کے مطابق نہ چلاسکے تو اس صورت کی تین صورتیں بنیں گی:

پہلی صورت : اگر متولی کا قصور و تقصیر معلوم اور واضح نہیں ہے تو اس صورت میں حاکم دخالت کا حق نہیں رکھتا۔

دوسری صورت: قصور و تقصیر کا شک ہو، تو جب تک خیانت یا قصور معلوم نہ ہو حاکم دخالت نہیں کر سکتا۔

تیسری صورت: اگر قصور و تقصیر واضح اور معلوم ہو تو اس صورت میں حاکم دخالت کر سکتا ہے۔ 8

تبصرہ : اگر متولی کی خیانت ظاہر ہو جائے تو جن موارد میں خیانت معلوم ہوئی ہو صرف اسی حد تک حاکم دخالت کرے گا موقوفہ کے تمام شئونات میں دخالت نہیں کر سکتا اور یہ دخالت استصوابی ہے یعنی کسی کو امین مقرر کرے گا جو موقوفہ کی دیکھ بھال کرے گا۔ اگر عدالت میں خیانت یا قصور و تقصیر ثابت ہو جائے تو نئے متولی کو منصوب کیا جائے گا۔ 9

فقیہ نامدار جناب سید علی خامنہ ای ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: اگر موقوفہ ادارے کو چلانے میں متولی سے کوتاہی ہو تو صرف یہ کوتاہی اس کے عزل یا اسے ہٹانے کا سبب نہیں بن سکتی۔

پہلے اسے وارننگ دی جائے اگر پھر بھی اپنی ذمہ داری کو پورا نہ کرے تو اسے کہا جائے کسی ایک وکیل کو اپنی طرف سے معین کرلو یا حکومت کسی امین کو اس کے ساتھ لگادے۔ 10

8: کاشف الغطا، جعفر بن خضر، کشف الغطا عن مبھمات الشریعۃ الغرا، صفحہ 371، چاپ 1422، ناشر، دفتر تبلیغات اسلامی، قم

9: امام خمینی، توضیح المسائل، جلد 2 صفحہ 639

10: https://www.leader.ir/fa/book/149?sn=22002

کیونکہ قاعدہ عدم دخالت ہے اسی لیے ضرورت کے تحت اور مخصوص مورد میں حاکم دخالت کر سکتا ہے اس مقدار سے زیادہ نہیں۔ اسلامی جمہوریہ ایران کی اسمبلی میں یہ سوال اٹھایا گیا کہ موقوفات عامہ اور خاصہ میں متولی کے تمام اعمال اور ہر قسمی درآمد اور مصارف کی جانچ پڑتال اور آڈٹ حکومت کو دینا چاہیے تو فقہاء کی کونسل نے جواب دیا کہ ایسا کرنا شریعت کے خلاف ہے۔ جہاں متولی منصوص ہو وہاں پر تفتیش کرنا یا آڈٹ کرنا شریعت کے خلاف ہے۔

جس کے بعد ایرانی اسمبلی نے قانون میں اس جملے کا اضافہ کردیا کہ جن موقوفات میں متولی منصوص ہو اور متولی خیانت کا مرتکب نہ ہوا ہو تو ایسے موارد آڈٹ کرانے کے قانون سے مستثنیٰ ہوں گے۔

البتہ ایسے موقوفات جن میں یہ بات ثابت ہو جائے کہ خیانت کی جارہی ہے تو اس بارے معلومات لینا صحیح ہوگا۔

امام خمینیؒ فرماتے ہیں: کہ جب تک معاملات ٹھیک ہیں اور متولی کی طرف سے قصور و تقصیر ثابت نہیں ہے حکومت کو دخالت کا حق نہیں ہے اور حکومتی مداخلت وقف کے استقلال کے خلاف ہے۔

اگر واقف نے شرط رکھی ہو کہ جو وقف کر رہا ہوں اس میں حکومت دخالت نہ کرے تو حکومت کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ دخالت کرے۔ اگر دخالت بہت ضروری ہو بھی جائے تو عدول مسلمین کی کمیٹی بنائی جاسکتی ہے جو جائزہ لے گی کہ موقوفہ کو واقف کی مرضی کے تحت استعمال میں لایا جارہا ہے یا نہیں۔ کمیٹی کی سفارش کی روشنی میں حکومت اقدام کر سکتی ہے۔

دارالحکومت وقف املاک ایکٹ 2020ء اور صوبائی اسمبلی پنجاب کے پاس کردہ پنجاب وقت املاک (ترمیمی) بل 2020ء کا فقہ جعفری کی نگاہ سے جائزہ لیا گیا ہے اور مستند فقہی قواعد کی رو سے بحث کی گئی ہے۔ اس بارے مختلف مسالک کے علماء سے بھی رابطہ کیا گیا۔ اس بارے جو متفقہ قرارداد پاس کی گئی میں سمجھتا ہوں کہ یہ قرارداد فقہ جعفری کے ساتھ بھی ہم آہنگ ہے لہذا اپنی تحقیقی بحث کے آخر میں اسی قرارداد کو لَف کیا گیا ہے۔